بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جلد نمبر 10 مدیر:- نعیم احمد باجوہ کتابت وڈیزائننگ:- ولید ناصر، عاصم شہزاد، رشید الدین ماہ ہجرت 1384 ہش، بمطابق مئی 2005ء شمارہ نمبر 5

جرمنی بھر کی نئی تعمیر شدہ مساجد میں شہریوں کو دعوت عام (آخری قسط)

آج دنیا میں جو کدورتوں و نفرتوں کی فضا پھیلی ہوئی ہے اوزنگن شہر والوں نے اُس میں ایک چھوٹا سا محبت کا جزیرہ بنا دیا ہے (نمائندہ سیاسی جماعت FDP)

مورخہ 14 جنوری 2005ء کو اوزنگن شہر (usingen) میں نئی تعمیر شدہ مسجد "بیت الہدیٰ" میں ایک تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس میں شہر کی انتظامیہ کی سربراہ محترمہ برگیٹ ہان (Birgit Hahn) کے علاوہ مشہور سیاسی پارٹیوں اور مقامی گرجے و مختلف تنظیموں کے نمائندگان و اخباری نمائندگان نے شرکت کی۔ اس تقریب کا باقاعدہ آغاز شام چھ بج کر تین منٹ پر ہوا۔ جیسا کہ قارئین نے اس مسجد کے بارے میں یہ افسوسناک خبر پڑھی تھی کہ کسی شر پسند نے اسے آگ لگانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ سب سے پہلے محترمہ برگیٹ ہان (Birgit Hahn) نے اپنی تقریر میں اس واقعہ پر اظہار افسوس کیا اور اس واقعہ کو دہشت گردی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسے واقعات خوف پھیلانے کے لئے کیے جاتے ہیں مگر اس سے شہریوں نے فون پر اس واقعہ کی مذمت کی ہے اور اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ احمدی اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ آنے والے وقت میں ہم اپنی دوستی کو مزید مستحکم کریں گے۔ انہوں نے مکرم امیر صاحب جرمنی کو پھولوں کا ایک گلدستہ اور شہریوں کی جانب سے اظہار افسوس کے لکھے گئے خطوط کی ایک موٹی سی فائل پیش کی۔ ایسا کرتے وقت محترمہ کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ مکرم امیر صاحب نے اس موقع پر خاکسار (مظفر احمد چٹھہ) کو بلا کر یہ کہتے ہوئے پھول اور فائل میرے حوالے کردی کہ شہر اوزنگن میں ہمارا یہ نمائندہ انہیں وصول کرنے کا حق دار ہے۔ محترم امیر صاحب جرمنی نے شہری انتظامیہ کے بے مثال تعاون کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس واقعہ نے ہمیں ایک (بقیہ صفحہ ۳ پر)

جرمنی بھر میں دعوت الی اللہ کی تقریبات کا انعقاد

لوکل امارت ہمبرگ سٹی

مؤرخہ 12 فروری 2005ء کو لوکل امارت ہمبرگ سٹی کے تحت ایک جرمن تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ مرکزی نمائندہ مکرم و محترم ہدایت اللہ ہبش صاحب کے مشورہ سے اس میٹنگ کے لئے موضوع "Jesus und Islam" مقرر کیا گیا۔ اسی کے تحت دعوت نامے میں اس کی مختصراً تفصیل بھی لکھی گئی۔ تقریباً 350 مذہبی اور سیاسی شخصیات کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ پروگرام کے مطابق شام چار بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر مکرم طارق ظفر صاحب ناظم تبلیغ خدام الاحمدیہ نے جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور لوگوں کو خوش آمدید کہا جبکہ لوگوں کے سوالات کے جوابات کے لئے مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب، مکرم لوکل امیر صاحب کے ساتھ اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے جماعتی تعارف اور اس موضوع کے بارہ میں تفصیل سے حاضرین کو بتایا۔ اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ تقریباً شام ساڑھے چھ بجے تک جاری رہا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سامعین نے بڑی گرمجوشی سے سوالات کئے جن کے مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے بہت ہی اعلیٰ طریق پر جوابات دیئے۔

اس موقعہ پر حاضرینِ زیرِ تبلیغ افراد کی تعداد 41 رہی جن میں اکثریت جرمن مہمانوں کی تھی۔ ایک اخباری نمائندہ خاتون بھی آئی تھیں۔ انہوں نے مکرم فضل الرحمٰن صاحب انور پریس سیکرٹری ہمبرگ سے انٹرویو لیا اور تصاویر بنائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر سی کوششوں میں برکت ڈالے اور مزید بہتر طور پر مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ سٹی)

......☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆......

جماعت لانگن میں ایک تبلیغی نشست کا انعقاد

مؤرخہ ۹ فروری 2004 بروز بدھ شام 16:30 بجے جماعت Langen ریجن اوفن باخ میں ایک تبلیغی میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ تقریب کا آغاز (بقیہ صفحہ ۳ پر)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

مغربیت کی کبھی نقل نہ کرو

اے ملنے والو! تمہارے ملنے کے یہ معنے نہیں کہ تم ایک دوسرے میں جذب ہو جاؤ، بلکہ باوجود ملنے کے الگ الگ رہو۔ دیکھو یہ وہی پیشگوئی ہے جس کا سورۃ رحمٰن میں بھی ان الفاظ میں ذکر ہے۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ کہ خدا نے دو سمندر اس زمانہ میں بنائے ہونگے، ایک میٹھے پانی کا ہوگا اور ایک کڑوے پانی کا۔ وہ دونوں آپس میں مل جائیں گے مگر باوجود اس کے کہ وہ ملے ہوئے ہونگے، ان میں ایسی برزخ حائل ہوگی کہ میٹھا پانی کڑوے میں جذب نہیں ہوگا اور کڑوا پانی میٹھے میں جذب نہیں ہوگا۔

یہ پیشگوئی درحقیقت مغربیت اور دجالیت کے متعلق ہے۔ چنانچہ دیکھو قرآن کریم نے اپنے الفاظ میں ہی اس طرف اشارہ کردیا ہے۔ فرماتا ہے ھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور اُجَاج سے یاجوج اور ماجوج دونوں قوموں کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں عَذْبٌ فُرَاتٌ رکھا ہے اور حِجْرًا مَّحْجُوْرًا میں بتا دیا کہ تمہیں ان قوموں سے مل کر رہنا پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت تمہیں عیسائی حکومت کے ماتحت رکھا جائے گا۔ ایسی حالت میں تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ تم میٹھے پانی کا سمندر ہو اور وہ کڑوے پانی کا سمندر ہیں۔ تم مغربیت کی نقل کبھی نہ کرو اور باوجود ان میں ملے ہونے کے ایسے امور کے متعلق صاف طور پر کہہ دیا کرو کہ تم اور ہو اور ہم اور ہیں۔ گویا ایک برزخ تمہارے اور اُن کے درمیان ضرور قائم رہنی چاہیے۔ یہی وہ برزخ ہے جس کو قائم کرنے کے لئے میں نے تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کے دوستوں کو توجہ دلا رہا ہوں کہ وہ مغربی اثرات کو قبول نہ کریں۔ جو احمدی میٹھے پانی کا ہے وہ ضرور ان سے الگ رہے گا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کڑوا اور میٹھا پانی ایک دوسرے میں جذب ہو جائے۔۔۔۔

جماعت احمدیہ کے قیام میں ایک بہت بڑی حکمت

ایک دفعہ بعض غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ شادی بیاہ اور دوسرے معاملات میں آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو کیوں اجازت نہیں دیتے کہ وہ ہمارے ساتھ تعلقات قائم کریں آپؑ نے فرمایا۔ ''اگر ایک مٹکا دودھ کا بھرا ہوا ہو اور اس میں کھٹی لسی کے تین چار قطرے بھی ڈال دیئے جائیں تو سارا دودھ خراب ہو جاتا ہے۔ تو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ قوم کی قوت عملیہ کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے دوسروں سے الگ رکھا جائے اور اُن کے بداثرات سے اُسے بچایا جائے۔ آخر ہم نے دشمنانِ اسلام سے روحانی جنگ لڑنی ہے۔ اگر ان سے مغلوب اور ان کی نقل کرنے والے غیر احمدیوں سے ہم مِل جُل گئے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم بھی یورپ کے نقّال ہو جائیں گے اور ہم بھی جہاد قرآنی سے غافل ہو جائیں گے۔ پس خود اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے لئے حکومتی اور سیاسی اور معاشرتی اتحاد کے آگے ہم کو دوسری جماعتوں سے نہیں ملنا چاہیے تاکہ ہم غافل ہو کر اپنا فرض جو تبلیغِ اسلام کا ہے بھول نہ جائیں جس طرح دوسرے مسلمان بھول گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو بھی ہدایت دے اور انہیں بھی یہ فرض ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اسلام میں پہلے ہی سپاہیوں کی کمی ہے۔ اگر تھوڑے بہت سپاہی جو اُسے میسّر آئیں وہ بھی سُست ہو جائیں تو انہوں نے اسلام کی طرف سے مقابلہ کیا کرنا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ یہ میٹھا پانی کڑوے پانی سے الگ رہے گا اور ایک برزخ ان دونوں کو جدا جدا رکھے گا۔ کاش دوسرے مسلمانوں میں بھی یہ حس پیدا ہو۔

(سیرِ رُوحانی جلد اوّل صفحہ 279,278)

ہم افریقہ گئے

(زبیر خلیل خان جرمنی)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کی روشنی میں مغربی افریقہ کے تین ممالک Benin، Niger اور ٹوگو میں انسانی بہبود کے کاموں کی منصوبہ بندی اور نگرانی ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے سپرد کی گئی ہے۔ انٹرنیشنل ہیومینٹی فرسٹ لندن کی ہدایت پر ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کا ایک تین رکنی وفد جو کہ زبیر خلیل خان، مکرم اطہر زبیر صاحب اور مکرمی راشد گڈٹ صاحب پر مشتمل تھا، 13 فروری کو Benin روانہ ہوا۔ وفد کو جو ہدف تفویض کیا گیا اس میں سات میڈیکل کیمپوں کا انعقاد، 9 کنوؤں کی کھدائی، سات اسکولوں میں فرنیچر کا مہیا کیا جانا اور ایک کمپیوٹر ٹریننگ اسکول کا قیام شامل تھا۔ ہیومینٹی فرسٹ بینن کے تعاون سے تمام سرگرمیاں سرانجام دینا قرار پائیں۔ جرمنی کا تین رکنی وفد رات دس بجکر بیس منٹ پر بینن کے Cotonou ہوائی مستقر پر اترا۔ چلتے وقت یہاں منفی ڈگری درجہ حرارت تھا جبکہ وہاں بینن میں رات کے وقت بھی 37c گریڈ تھا۔ کوٹ اور ٹائی جیسے گرم کپڑے ایک عجیب سی مصیبت بنے ہوئے تھے، دل چاہ رہا تھا کہ سب کچھ اتار پھینکا جائے۔ جہاز کی سیڑیوں سے اترتے ہی ہر طرف افریقی احباب کا ہجوم دکھائی دیا ابھی کچھ سمجھ ہی نہ آئی تھی کہ ایک افریقی دوست نے ہاتھ پکڑا اور ساتھ کھڑی گاڑی میں بٹھا دیا۔ چند لمحے بعد انھوں نے گاڑی سے اتارا ایک کمرے میں لے گئے۔ وہاں پر جماعت بینن کے دیگر معززین جماعت موجود تھے سب بڑے تپاک سے ملے۔ کمرہ ایئر کنڈیشنڈ تھا کچھ ہوش آئی تو معلوم ہوا کہ ہم لوگ تو VIP کا درجہ رکھتے ہیں اور جہاز سے اترتے ہی ہم VIP کو گاڑی میں بیٹھا کروی، آئی، پی لاؤنج میں لایا گیا ہے۔ بہر حال اس وقت تک پسینے سے شرابور ہو چکے تھے۔

رومال وغیرہ لے کر پسینہ خشک کیا اور احباب سے تعارف شروع ہوا۔ وہ افریقی دوست جنھوں نے پکڑ کر گاڑی میں سوار کیا تھا معلوم ہوا کہ HF بینن کے صدر محترمی یونس داؤد صاحب ہیں چند لمحے صوفوں پر بیٹھے بینن کے احباب جماعت سے تعارف ہوا ساتھ ہی میڈیا کے نمائندگان نے مختصراً انٹرویو بھی لیا۔ اعلان ہوا کہ ہمارا سامان وغیرہ Clear ہو گیا ہے چنانچہ محترمی امیر صاحب Benin کی رہنمائی میں 50 کلومیٹر دور واقع جماعتی گیسٹ ہاؤس Portonoro کی طرف روانگی ہوئی۔

رات دو بجے کے قریب گیسٹ ہاؤس میں پہنچے سارے دن کی تھکاوٹ نے چور کر رکھا تھا اوپر سے گرمی کی شدت تنگ کر رہی تھی تاہم رات کا کھانا بھی ڈھائی بجے تناول کرنا ضروری تھا ورنہ انکی اہلیہ نے سخت ناراض ہو جانا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کمروں میں پہنچے۔ سونے کے لیے کپڑے بدلے چھت کا پنکھا فل سپیڈ پر چلایا اور سونے کی کوشش کرنے لگے تاہم پریشانی یہ ہو رہی تھی کہ اس چھت والے پنکھے کی ہوا کدھر جاتی ہے کم از کم نیچے تو نہیں آ رہی تھی۔ کمرے سے باہر کچھ آوازیں آئیں دروازہ کھول کر دیکھا تو دراز قد محترمی راشد گڈٹ صاحب نیکر پہنے جرمنی سے لائی ہوئی مچھر دانی سے نبرد آزما ہیں۔ وہ مچھر دانی میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پوچھا کیا کر رہے ہو کہنے لگے کمرے میں مچھر ہیں پنکھے کی ہوا نہ جانے کدھر جا رہی ہے یہاں کچھ بہتر موسم ہے سوچ رہا ہوں مچھر دانی لگا کر یہیں فرش پر سو جاؤں۔ رات تین ساڑھے تین بجے اپنا دروازہ بند کیا اور پلنگ پر لیٹ گیا بے اختیار منہ سے نکل گیا "کیا خوب ملک ہے" اور جانے کس وقت نیند آ گئی۔ صبح چھ بجے اطہر بھائی آئے کہنے لگے نماز کا وقت ہو گیا ہے چنانچہ نماز کے لیے چلے گئے نماز سے فراغت کے بعد ٹریک سوٹ پہنا اور دوڑ لگانے کے لیے نکل گئے۔ راستے میں جو بھی ملا ایک لفظ "یوکو" ضرور کہتا۔ ناشتہ پر امیر صاحب سے اس کا ذکر کیا تو کہنے لگے یہاں باہر سے آنے والوں کو گوراہی کہا جاتا ہے اور یہ لفظ گورے آدمی کے لئے بولتے ہیں اور اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اپنی قسمت پر تھوڑی دیر کے لیئے ناز آیا کہ دنیا میں کوئی تو ایسی جگہ ہے جہاں ہم بھی گورے ہیں ورنہ یہاں جرمنی میں اپنے میلے رنگ کی وجہ سے احساس کمتری کا ہی شکار رہتے ہیں۔

محترمی امیر صاحب بینن کے توسط علم ہوا کہ آج قافلہ ملک Niger کے لیے روانہ ہوگا۔

نائجر کے بارے میں کچھ بتاتا چلوں کہ نائجر ایک اسلامی ملک ہے۔ گو افریقہ کا بہت بڑا لیکن دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ صحرائے اعظم اس ملک میں واقع ہے۔ آبادی کا اکثریتی حصہ نائجر کے سرحدی علاقہ میں آباد ہے۔ صحراء کی طرف سفر شروع کریں تو اگادیس (Agades) کے علاقہ تک ایک سڑک ہے جو 560 کلومیٹر پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر 4000 کلومیٹر کا فاصلہ صرف اور صرف صحراء ہے۔ نہ یہاں کوئی فصل اگتی ہے، نہ کوئی پودا اور نہ پھل کیونکہ پانی بالکل نہیں ہے۔ عورتوں کا سارا وقت تو پانی کی تلاش میں ہی گزر جاتا ہے۔ لوگوں کا ذریعہ معاش جانور پالنا ہے یا پھر محنت مزدوری کر لینا ہے۔ مرد حضرات اپنے ہمسایہ ممالک میں محنت مزدوری کیلئے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور احسان کرنے والے کو محبت ہی محبت سے ملتے ہیں۔

قافلہ HF جرمنی کی ٹیم کے علاوہ بینن کے قومی امیر و مربی سلسلہ آصف محمود صاحب و ڈاکٹر مبارک صاحب اور ہسپتال کے عملہ کے تین افراد، جماعت کی تین گاڑیاں اس موقعہ کے لیے استعمال ہوں گی۔ دن گیارہ بجے کے قریب گاڑیوں میں دوائیاں رکھنی شروع کیں۔ بہر حال شام کے پانچ بج گئے خدا خدا کر کے روانگی کا وقت قریب آیا محترمی امیر صاحب نے دعا کروائی اور قافلہ ملک نائجر کی طرف چل پڑا۔ ابھی شہر میں ہی تھے کہ وائی کی ٹاکی پر اعلان ہوا کہ تمام گاڑیوں میں پٹرول بھروانا ہے لہذا پہلے یہ کام کرلیں۔ خاکسار نے محترمی امیر صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کام دن میں کسی وقت بھی کر سکتے تھے پہلے کیوں نہ کر لیا۔ کہنے لگے ارے بھائی یہ افریقہ ہے آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گے۔ پیٹرول بھرنے کے بعد روانگی ہوئی تو پانی کا شور مچ گیا کہ پینے کے لیے پانی نہیں رکھا تھا۔ از سر نو مارکیٹوں کی تلاش شروع ہوگئی بہر حال پانی مل گیا۔ اسطرح یہ قافلہ نائجر کے لیے شام سات بجے Portonoro سے نکلا۔ پروگرام کے مطابق راستہ میں 400 کلومیٹر دور Parahoa میں رات قیام کر کے دوسری صبح Nigar کے دارلحکومت میانی کے لیے روانہ ہونا تھا۔ راستہ میں محترمی امیر صاحب مربیان کو ہدایات دیتے ہوئے رواں دواں رہے۔ ابھی تقریباً تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے ہوا تھا کہ عقدہ کھلا کہ قافلہ کی ایک گاڑی تو ساتھ ہی نہیں ہے۔ رات کے دو بجے کا وقت تھا دو گاڑیاں سڑک کے ایک طرف کھڑی کر کے تیسری گاڑی کا انتظار کرتے رہے مگر وہ نہ آئی مجبوراً دونوں گاڑیاں دوبارہ Portonoro کی طرف موڑلی گئیں کہ گم شدہ گاڑی کو تلاش کیا جائے اس دوران تمام گاڑیوں میں نصب ایئر کنڈیشن بھی خراب ہو گئے۔ تقریباً پچاس کلومیٹر واپسی سفر کر کے گم شدہ گاڑی سڑک کے کنارے مل گئی۔ گاڑی کے مکین آرام سے سو رہے تھے۔ جگانے پر معلوم ہوا کہ گاڑی کا جنریٹر خراب ہو گیا تھا لہذا آگے نہیں جا سکتی۔ خاکسار نے محترمی امیر صاحب سے دریافت کیا کہ اگر Chain Tow وغیرہ ہے تو اسے دوسری گاڑی کے پیچھے لگا کر کہیں پہنچایا جائے دوسری طرف حسرت سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے بھئی یہ افریقہ ہے یہاں Tow chain کا کیا کام میں نے پوچھا کہ اب کیا کرنا ہے؟ کہنے لگے انتظار اور سب انتظار میں ایک دوسرے کے ساتھ گاڑیوں کی سیٹوں پر جا پڑے۔ خاکسار اپنے ہی خیالوں میں مگن سوچتا رہا میرے مولا "کیا خوب ملک ہے"۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بعد مقامی باشندوں کا ایک گروہ آیا اور گاڑیوں کے ارد گرد جھانکنے لگا سب اٹھ بیٹھے ڈرائیوروں کی مدد سے انھیں مسئلہ بتلایا چند ہی لمحوں بعد ان میں سے چند ایک نے درخت کی ایک موٹی شاخ کاٹی بیلوں اور جھاڑیوں کی مدد سے رسہ بنایا اور ایک عجیب وغریب قسم کا Tow Chain بنا دیا۔ اس Tow chain کی مدد سے خراب گاڑی کو باندھا اور نزدیکی شہر میں پہنچایا۔ وہاں پر اس گاڑی کو ایک ورکشاپ میں دیا اور باقی دونوں گاڑیاں Parahou کی طرف روانہ ہو گئیں۔ شام سات بجے چل کر صبح سات بجے تک صرف چار سو کلومیٹر کا سفر کر کے قافلہ Parakou پہنچا۔ رات جو آرام سے گزارنی تھی گاڑیوں میں سڑکوں پر گزر گئی۔

پاراکو میں مربی سلسلہ محترمی نجیب صاحب اور ان کی اہلیہ نے بہت ہی عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔ ڈٹ کر ناشتہ کیا سب نہائے دھوئے اور کچھ دیر آرام بھی کیا بارہ بجے تک تیسری گاڑی بھی مرمت ہو کر آ گئی۔ چنانچہ سفر کے اگلے مرحلہ میں نائجر کے لیے ایک بجے روانگی ہوگئی۔ پاراکو سے نائجر کی سرحد 350 کلومیٹر کے لگ بھگ ہے۔ شام چھ بجے کے قریب سرحد پر پہنچے، محترمی امیر صاحب اور چیرمین HF بنین تمام کاغذات لے کر Benin سے Exit کا اندراج کرانے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا دونوں ملکوں کے درمیان بطور سرحد کے دریائے نائجر بہتا ہے پل کراس کر کے نائجر میں داخل ہوئے اور اب یہاں چیکنگ کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ رات دس بجے تک کاغذات چیک ہوتے رہے چونکہ سارا کچھ فرنچ اور مقامی زبان میں تھا لہذا ہمارے پلے کچھ نہیں پڑ رہا تھا۔ چیکنگ کے بعد ہماری گاڑی میں ایک افریقی خاتون جو کہ پولیس آفیسر تھی ساتھ بیٹھ گئی۔ عقدہ کھلا کہ ہم سب کا معاملہ نزدیکی شہر میں پولیس کمشنر کو پیش ہو گا اگر اجازت ملی تو ہم داخل ہو سکیں گے ورنہ ہم سب کو واپس بھیج دیا جائے گا۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی کہ ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستانی باشندوں پر کسی کو اعتبار نہیں ہے بہر حال آدھ گھنٹہ کے ہچکولوں کے بعد پولیس کمشنر کے دفتر پہنچے۔ یہاں بجلی غائب تھی پتہ چلا کہ پولیس کمشنر صاحب بھی غائب ہیں۔ بہر حال موبائل فونوں سے روابط کیے گئے ایک گھنٹہ بعد چھن چھناتے موٹر سائیکل پر ایک صاحب آئے پتہ چلا کہ یہ پولیس کمشنر صاحب ہیں۔ کاغذات دیکھنے کے لیے وہ موٹر سائیکل کو ریس دیتے اور اسکی بتی کے آگے وہ کاغذات کا جائزہ لیتے، وہ تمام مقامی زبان میں باتیں کرتے تھے جسکی سمجھ کسی کو بھی نہیں آتی تھی۔ بہر حال مزید ایک گھنٹے کے بعد نائجر کے سفیر جو بینن میں مقیم ہیں کی کوشش سے معاملہ سلجھا اور قافلہ کو ملک نائجر میں داخلہ کی اجازت دی گئی۔ داخلہ کی مہریں لگانے کے لیے دوبارہ ہم سب کو نائجر کی سرحد پر جانا پڑا اور مہریں لگا کر جانے کی اجازت دی گئی۔ رات بارہ بجے تمام معاملات کلئیر ہوئے اور یوں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔ تقریباً چار سو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قافلہ صبح سات بجے کے قریب Nyame مشن ہاؤس پہنچا۔ مربی سلسلہ محترمی اکبر صاحب بڑے تپاک سے ملے یہاں بھی ان کی اہلیہ نے بہت عمدہ انتظام کر رکھا تھا تمام افراد نے ڈٹ کر ناشتہ کیا اور نہا دھو کر آرام کیا۔ افریقہ میں چونکہ سنگل سڑک ہوتی ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹی پھوٹی بھی ہوئی تھیں لہذا اوسط رفتار 50 کلومیٹر سے زیادہ نہیں نکلتی تھی جبکہ مضافات میں پکی سڑکیں بالکل نہیں ہیں اور اوسط رفتار پندرہ بیس کلومیٹر فی گھنٹہ سے زیادہ نہیں۔ (بقیہ صفحہ 3 پر)

ہوتی۔ اگلے روز پہلے میڈیکل کیمپ کے لیے Boupo گاؤں کی طرف رختِ سفر باندھا۔ یہ گاؤں یہاں سے 120 کلومیٹر دوری پر واقعہ ہے۔ 80 کلومیٹر پکی سڑک اور بقیہ راستہ صحرا تھا۔ راستہ میں علاقہ کے محکمہ صحت کے گورنر صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے تقریباً پانچ گھنٹہ کے سفر کے بعد گاؤں پہنچے۔ جلدی جلدی تمام انتظامات مکمل کیے اور کیمپ کا انعقاد کیا۔ تقریباً سات صد مریضوں کو دوائیاں مہیا کی گئیں۔ شام سات بجے کیمپ سے فارغ ہوئے تو مقامی احمدی احباب کے اصرار پر احمدیہ مسجد میں گئے وہاں مقامی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ جرمنی کی ٹیم چونکہ مقامی کھانے نہیں کھا سکتی تھی لہذا قبیلہ کی روایات کے مطابق انہیں ایک بکری پیش کی گئی جو کہ بعد میں اپنی مرضی کے مطابق پکا کر کھا سکتے ہیں بعد میں یہ بکری کہاں گئی اس کا علم ہمیں نہیں ہو سکا۔

طبی سہولتوں کا اس علاقہ میں بہت فقدان ہے۔ نزدیک ترین شفاخانہ 45 کلومیٹر دور ہے اور صرف پیدل جانے کا راستہ ہے جو کہ صحت مند آدمی بھی دو دن سے قبل طے نہیں کر سکتا۔ مقامی آبادی کے مطابق پچھلے 35 سالوں میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ کسی تنظیم کی طرف سے طبی امداد اس گاؤں میں لا کر دی گئی ہو۔ سارا گاؤں ہی ممنون تھا اور محبت اور شکرانے کے جذبات سے بھرپور ہم سب پر بھی طمانیت کی ایک کیفیت طاری تھی۔ مخلوق خدا کی خدمت سے حاصل ہونے والی طمانیت۔

رات آٹھ بجے واپسی کا سفر شروع ہوا۔ رات ایک بجے قافلہ واپس مربی سلسلہ محترمی اکبر صاحب کی رہائش پر پہنچ گیا۔ طعام قیام کے بعد اگلی صبح شہر Marad کی طرف رخت سفر باندھا جو کہ 400 کلومیٹر دور ہے۔ یہ نائجر کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہاں مشن ہاؤس میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ مربی سلسلہ محترمی فخر السلام صاحب اپنی ہومیوپیتھی دوائیوں کے سبب یہاں بہت مشہور ہیں۔ سارا دن سفر میں گزرا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہوئے، رات بھر مچھروں سے نبرد آزما رہے، محترمی راشد صاحب نے ساری رات جاگ کر گزاری غالباً کمروں میں سپرے کرنا بھول گئے تھے۔ بہرحال صبح ناشتہ کے ساتھ تمام کو کونین کی خوراک دی کہ ملیریا بخار نہ ہو جائے۔

صبح سے ہی مریضوں کی آمدورفت شروع ہو گئی۔ بھرپور طریق سے ہی کیمپ کا آغاز ہوا۔ اس روز ہزار سے زائد مریضوں کو دوائیاں دی گئیں۔ دوپہر کے قریب علاقہ کے گورنر Protocol کے ساتھ آئے۔ ان کی ساری کیبنٹ بھی ساتھ تھی تمام انتظامات کا جائزہ لیا اور آدھا گھنٹہ وہاں گزارا۔ انڑویو بھی دیا اور بہت ہی اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ نیشنل ٹی وی کے نمائندگان بھی ساتھ تھے انہوں نے بھی تمام تفصیلات لیں اور خبروں میں کیمپ کے انعقاد کا ذکر کیا۔ اگلے روز نائجر کے

تیسرے بڑے شہر Birni کی طرف رخت سفر باندھا۔ راستہ میں دو عدد کنوؤں کا بھی افتتاح کیا گیا۔ میڈیکل کیمپ نزدیکی گاؤں میں واقع اسکول کی عمارت میں منعقد کیا گیا۔ ہزار سے زائد مریضوں نے ادویات حاصل کیں۔ نائجر میں سب سے طاقتور سلطان آف آگاؤس کے بعد سلطان آف برنی ہیں، جب انھیں علم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور بنفس نفیس کیمپ کے انتظامات کا جائزہ لینے آئے اور پورے قافلہ کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دے گئے۔ دوپہر کو وقفہ کے دوران سلطان آف برنی کے گیسٹ ہاؤس میں پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں روسٹ بکروں کے علاوہ مختلف قسم کی Dishes تھیں۔ ہم جرمنی والوں نے بدقسمتی سے عہد کر رکھا تھا کہ مقامی خوراک سے پرہیز کرنا ہے چنانچہ مربی صاحب کے گھر سے لائے ہوئے آلو کے پراٹھوں پر ہی اکتفا کیا، نصیب اپنا اپنا۔ کیمپ کے اختتام پر دوبارہ مربی سلسلہ محترمی فخر السلام صاحب کے ہاں تشریف آوری ہوئی اور رات قیام کے بعد دوسرے دن Benin واپسی کا سفر شروع ہوا۔ نائجر میں قیام کے دوران ایک بات بہت ہی طمانیت کا باعث بنی کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ملک میں جماعت کی انتہائی عزت اور وقار قائم ہے۔ مربیان سلسلہ کی بہت ہی عزت کی جاتی ہے ہر کوئی بہت ہی عزت اور احترام سے پیش آتا ہے اور جماعت احمدیہ کے مربیان کا معاشرہ میں ایک مقام ہے اور اسی طرح صدر مملکت سے لیکر شہر کے میئر اور نیچے انتظامیہ تک جماعت احمدیہ کو ہر کوئی جانتا اور پہچانتا ہے اور جماعت ایک مد میں پیش پیش انسانی ہمدرد تنظیم کے طور پر جانی پہچانی جاتی ہے (باقی آئندہ)

بقیہ شہریوں کو مساجد میں دعوت عام

دوسرے سے زیادہ قریب کر دیا ہے۔ آپ کی یہ ہمدردی یک طرفہ نہیں رہے گی بلکہ اس کے جواب میں ہم آپ کی زندگی خوشگوار بنانے میں آپ کی مدد کریں گے۔ جس طرح یہاں کے شہریوں نے اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے یہ باقی دنیا والوں کے لئے مثالی ہے۔ مکرم امیر صاحب نے گرجے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا انہوں نے بھی شہریوں کی طرح ہمارے ساتھ یکجہتی کے جذبات کا اظہار کیا ہے اور ہم سے تعاون کیا۔

FDP سیاسی پارٹی کے نمائندہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج دنیا میں جو کدورتوں و نفرتوں کی فضا پھیلی ہوئی ہے اوزنگن شہر والوں نے اُس میں ایک چھوٹا سا محبت کا جزیرہ بنا دیا ہے۔ اسی طرح باری باری سب مہمان کرام نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور اس طرح یہ پروگرام شام 8:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔ مختلف اخبارات نے اس پروگرام کی خبریں تصاویر سمیت شائع کیں اور اسے ''اتحاد کا نشان'' قرار دیا۔ (رپورٹ: مظفر احمد چٹھہ)

اجتماعات واقفین نو

ریجن ویسٹ فالن

مؤرخہ 27 فروری 2005ء بروز اتوار ریجن ویسٹ فالن کا سہ ماہی اجتماع برائے واقفین نو منعقد ہوا جس میں ریجن بھر سے تقریباً ساٹھ واقفین و واقفات نے شرکت کی۔ دوسرے مہمانوں کی تعداد چالیس تھی۔ اجتماع کا آغاز مکرم و محترم محمد الیاس منیر صاحب مربیؔ سلسلہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ درس حدیث و نظم کے بعد مکرم مربی صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں پچھلے اجتماع کے آخر پر کی گئی ہوئی ایک نصیحت (قرآن کریم کی روزانہ تلاوت) کا جائزہ لیا اور ایک قرآنی دُعا ''رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم'' کو بار بار دہرانے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ اس کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ دو بجے نماز ظہر و عصر و کھانے کا وقفہ ہوا۔ تین بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی نیز تمام بچوں اور والدین کو تین امور کی طرف بطور خاص توجہ دلائی، آپس میں اور فون پر بات شروع کرنے سے پہلے ''اسلام علیکم'' کہنے کو رواج دینا، گھروں میں نماز باجماعت کی امامت واقفین نو (بالغ بچوں) سے کروانا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دُعا کے لئے باقاعدہ خط لکھنا۔

آخر پر مکرم مربی صاحب نے چند بچوں کی قرآن کریم با ترجمہ سیکھنے کے آغاز کے لئے بسم اللہ کروائی۔ دُعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ مولیٰ کریم ہمیں ایسے روحانی اجتماع بار بار منعقد کرنے اور ان سے حقیقی طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔ (افضال احمد ناصر اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری وقف نو ریجن ویسٹ فالن)

ریجنل اجتماع واقفین نو بیسن میٹے

مؤرخہ ۵ مارچ کو صبح دس بجے ریجن بیسن میٹے کا اجتماع واقفین نو زیر صدارت مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ شروع ہوا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم مربی صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا جس میں انہوں نے والدین کو ان کی ذمہ داریوں کے متعلق یاد دہانی کروائی کہ ان کی اچھی تربیت کریں، اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے رکھیں اور بچوں کو بھی تلقین کی کہ نیک بنیں، اچھے کام کریں، جماعتی پروگراموں میں حصہ لیں۔ پھر دُعا کروائی گئی۔ دُعا کے بعد اجتماع کا باقی پروگرام شروع ہوا۔

ہر بچے سے جائزہ نصاب لیا گیا اور ساتھ ساتھ معیار کے مطابق ان کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ ہر معیار میں بچوں نے بڑی دلچسپی لی اور مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ دوپہر دو بجے وقفہ برائے نماز و طعام ہوا۔ بقیہ پروگرام وقفہ کے بعد شروع ہوا۔ اسی دوران لجنہ کی طرف بھی واقفاتِ نو کے مقابلہ جات ہوتے رہے۔ آخری پروگرام تقسیم انعامات ہوا۔ مکرم ریجنل امیر صاحب ہیسن مٹے نے ہر معیار کے اول، دوئم اور سوئم آنے والے وقف نو بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔ آخر میں دُعا کے ساتھ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ (ادریس احمد، اسسٹنٹ سیکرٹری وقفِ نو)

بقیہ دعوت الی اللہ کی تقریبات کا انعقاد

تلاوت قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیات سے ہوا۔ اس کے بعد محترم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے اسلام اور جماعت احمدیہ کا تعارف نہایت احسن رنگ میں پیش کیا۔ تعارف کے بعد میٹنگ میں شامل غیر از جماعت احباب احمدیہ کی طرف سے سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان سوالات کے جوابات محترم ہبش صاحب نے مدلل رنگ میں دیئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ شام 18:45 تک جاری رہا۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کی پاکستانی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ اس موقع پر ایک تبلیغی اسٹال بھی لگایا گیا جس سے مہمانوں نے استفادہ کیا۔ اس تبلیغی میٹنگ میں دس مہمان جرمن احباب و خواتین و پندرہ احمدی لجنہ و حضرات نے شرکت کی۔

(سید افتخار احمد، ریجنل امیر اوفن باخ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تبلیغی نشست حلقہ من ہائیم میٹے

مؤرخہ ۶ فروری بروز اتوار ترک احباب کے ساتھ ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی جس میں سات مہمان شامل ہوئے۔ یہ نشست دوپہر دو بجے شروع ہوئی اور ساڑھے چار بجے ختم ہوئی۔ محترم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب نے پہلے جماعت کا تعارف کروایا۔ پھر مہمانوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ زیادہ تر سوالات وفات مسیح کے متعلق ہوئے۔ مہمان جوابات سے مطمئن ہو کر گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء اب تک ہمیں یہی بتاتے رہے کہ عیسیٰ آسمان پر ہے۔ ہم جا کر اپنے علماء سے پوچھیں گے۔ وہ اس کے بارے میں حوالہ جات بھی لکھ کر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ جب پروگرام ہو تو ہمیں پہلے بتا دیں ہم اپنی مسجد میں اعلان بھی کروا دیں گے اور اشتہار بھی تقسیم کروائیں گے اور آئندہ بھی آپ سے رابطہ رکھیں گے۔

آخر میں مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد اختتامی دُعا محترم ڈاکٹر صاحب نے کروائی اور نشست اختتام پذیر ہوئی۔

(عبد الستار چوہدری، سیکرٹری تبلیغ من ہائیم میٹے)

Vol. 10 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 5
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

یادِ ایام

(کلام حضرت قاضی ظہور الدین اکملؓ)

ظہر وعصر آکر وہ اُن کا بیٹھ جانا یاد ہے
یاد ہے ہاں خوب مجھ کو وہ زمانہ یاد ہے

لاڈلے ماں باپ کے فرزند جیسے ہوتے ہیں
رکھ رکھاؤ ایسے ہی اپنا کرانا یاد ہے

حالِ دِل کہتے تھے ہم اور آپ سنتے جاتے تھے
اچھا اچھا ساتھ اسکے کہتے جانا یاد ہے

مہربانی سے تکلّف سے نہائیت پیار سے
تربیت کی پیاری باتوں کا سِکھانا یاد ہے

عورتوں اور بچوں کو افسانے ہوتے ہیں پسند
آپؑ کا قصّے کہانی بھی سُنانا یاد ہے

چونکہ تھی اِصلاح منظُورِ نظر، اس رنگ میں
کارآمد۔ مذہبی باتیں سُنانا یاد ہے

جوش تھا تبلیغ حق کا سخت بیماری میں بھی
بھول کر تکلیف اپنی، لکھتے جانا یاد ہے

مومنوں کے واسطے جن میں بشارت ہوتی تھی
وَحیِ حق سے غیب کی خبریں سُنانا یاد ہے

مُنکروں کے واسطے دینا عذابوں کی خبر
ازرہِ لُطف وکرم ان سے ڈرانا یاد ہے

مَعُرفت کے نکتہ ہائے رُوح افزا دلفروز
روز، قرآن سے سبق ایسے پڑھانا یاد ہے

’’آپ‘‘ سے کرنا خِطاب ادنیٰ و اعلیٰ شخص کو
اور’’صاحب‘‘ یا’’میاں‘‘ کہکر بُلانا یاد ہے

وُہ خطا پوشی کہ پِھر اُس کا اشارہ تک نہ ہو
آہ یوں شرمندۂ احساں بنانا یاد ہے

سَیر میں ہمراہیوں کے جمگھٹے میں باوقار
مجھ کو وُہ جانا یاد ہے مجھ کو وُہ آنا یاد ہے

ڈھول پر ہی، راہ میں، قُرآں سننے کیلئے
بیٹھ جانا سامنے قاری بٹھانا یاد ہے

بُھولتے ہوں لوگ لیکن بُھول سکتا میں نہیں
نظم مسجد میں سُنانا داد پانا یاد ہے

مہیماں کے واسطے پگڑی کا پلّہ پھاڑ کر
بے تکلّف، جھٹ سے کھانا باندھ لانا یاد ہے

’’آپ کچھ دن اور ٹھہریں‘‘ بار بار ارشاد پھر
چلتے چلتے نہر تک ساتھ اُن کے جانا یاد ہے

اللہ اللہ یہ تواضع۔ اور اتنا اہتمام
چارپائی اور بستر خود بچھانا یاد ہے

جب کہا مہماں نے مجھ کو پیاس ہے برفاب کی
ایک جھجری بھر کے خود اندر سے لانا یاد ہے

دودھ کا بھر کر کٹورا۔ آپ لے آنا شتاب
اور پھر اصرار سے اُس کا پلانا یاد ہے

اِک مُرید بے نوا کے واسطے لے کر دَوا
آپؑ کا بیمار پُرسی کرنے جانا یاد ہے

مُٹھیاں بھر بھر کے مخلُوقِ خدا کو بے دریغ
مُشک و عنبر کی دوا دینا دلانا یاد ہے

باغ میں چادر بچھا کر پھَل درختوں سے اتار
دوستوں کے ساتھ خوش خوش مل کے کھانا یاد ہے

گالھواں کی راہ میں الواح الھدیٰ کا ذکر خیر
ماننے والوں کو اپنے آزمانا یاد ہے

رات مسجد کی چٹائی پر بَسر کرنا بہ شوق
رُوکھے سُوکھے کُچھ چنے دن کو چبانا یاد ہے

سخت جاڑے میں ٹہلنا اُٹھ کے آدھی رات کو
اپنا بستر بانٹ کر سب کو سُلانا یاد ہے

سینکڑوں چھَپنے کی خبریں ایک ہی دستی پریس
رات دن کی سخت محنت سے چھَپانا یاد ہے

طبع کی تنقیح میں، اَغلاط کی تصیح میں
انہماکِ مَوج کا سارا فسانہ یاد ہے

صادق وعرفانی ونیّر کا باصد ذوق وشوق
موتیوں سے بھر کے دامن پھر لُٹانا یاد ہے

سید احمد نور، بھائی قادیانی، شادی خان
تھوڑی سی خدمت پر اُن کا دل بڑھانا یاد ہے

سیکھواں والوں کی حاضر باشیاں بُھولی نہیں
آگے بڑھ بڑھ کر فدا ہونا ہَوانا یاد ہے

تار، ٹیلیفون، بجلی اور موٹر کے بغیر
کام سارے وقت پر انجام پانا یاد ہے

ایک بِلٹی کے لیے یا تار دینے کے لیے
چل کے پیدل وہ بٹالے آنا جانا یاد ہے

چل نہیں سکتے اگر ہو کے یکے پر سوار
دام دے کر سینکڑوں ہچکولے کھانا یاد ہے

بارشِ ابر کرمہائے خصوصی کیا کہوں
چھوٹی چھوٹی باتوں پر اِنعام پانا یاد ہے

کتنی بھی تکلیف ہو، کیسا بھی ہو رنج و الم
دیکھتے ہی روئے انور بُھول جانا یاد ہے

گرمیوں میں سَردیوں میں قادیان دارالاماں
مرنے جینے کا یہی اپنا ٹھکانا یاد ہے

طالبانِ علم شاگردوں کا فرخندہ ہجوم
نورِ دیںؓ کے درس میں پڑھنا پڑھانا یاد ہے

لے کے اپنے ساتھ چلنا زمرۂ احباب کو
اپنے آگے آگے پھر اُن کو چلانا یاد ہے

کھانے، پینے، پہننے میں سادگی ہی سادگی
خود نمونہ بن کے ہم کو بتانا یاد ہے

خاص رسمُ الخط میں اپنی بعض تصنیفات کا
پیر منظور محمد سے لکھانا یاد ہے

طبع جب ناساز ہو فی الفوریہ پا کر خبر
فضلِ رحماں کا دوائی جا پلانا یاد ہے

سیڑھیوں کے پاس مسجد میں ادا کرنا نماز
گالیاں اک بے حیاء ہندو کی کھانا یاد ہے

صبر کی تلقین کرنا دوستوں کو بار بار
اور دشمن کا ہمیں ہر دم ستانا یاد ہے

آخری تقریر جو لاہور میں فرمائی تھی!
اُس بلاغ عام کا لکھنا لکھانا یاد ہے

ہُوک اُٹھتی ہے کلیجے میں، کروں کیا اس کا ذکر
وہ جنازہ قادیاں میں لے کے آنا یاد ہے

چند گھنٹے روز محشر دیکھنا لاہور میں
دشمنوں کا شور و شر بے حد مچانا یاد ہے

مومنوں پر روتے روتے پھر سکینت کا نزول
قدرت ثانی خلافت کا مِلانا یاد ہے

ان کی بزم ناز میں اکملؔ کو بھی کچھ بار تھا
دوستو کیا آپ کو بھی وہ زمانہ یاد ہے

(الفضل 12 اگست 1939ء بحوالہ ’’نغمہ اکمل‘‘ صفحہ 229,228,227,226)